رقیہ عباسی
پی ایچ۔ڈی (سکالر)
وفاقی اردو یونیورسٹی، اسلام آباد

ترقی پسند تحریک کا نثری اسلوب

In this article, the style promoted under the supervision of progressive Movement has been studied as well as both individual and collective styles have been observed in it ; due to which what Kind of progresses and changes had affected Urdu Literature .How the poets and writers had played their role because Progressive Movement and Literature are intended literature . There was no clear realistic philosophical point of view before it

ترقی پسند تحریک کا باقاعدہ آغاز ۱۹۳۶ء میں ہوا۔ یہ اردو ادب کی پہلی تحریک تھی جو ایک باقاعدہ منشور لے کر چلی اس تحریک کو باقاعدہ شکل سجاد ظہیر، فیض، ڈاکٹر تاثیر اور صوفی تبسم نے دی۔ منشی پریم چند کا صدارتی خطبہ اس کانفرنس میں ایک سنگ میل ثابت ہوا جس میں یہ کہا گیا تھا۔

> ”جس ادب سے ہمارا ذوق صحیح بیدار نہ ہو، روحانی اور ذہنی تسکین نہ ملے ہم میں قوت اور حرکت پیدا نہ ہو ہمارا جذبہ حسن نہ جاگے جو ہم میں سچا ارادہ اور مشکلات پر فتح پانے کا سچا استقلال پیدا نہ کرے وہ ہمارے آج کے لیے بیکار ہے“(۱)

اس انجمن کے منشور میں اردو ادب کو ایک بنیادی حیثیت دی گئی تھی ادب کو انسان اور انسانی زندگی کے دیگر امور کے لیے معاون ہونا چاہیے ادیب کو سائنسی اور تجزیاتی نقطۂ نظر سے آشنا کرتے ہوئے اجتماعی آواز کو بلند کیا اور انفرادی آواز کو کم کرتے ہوئے نظریات کو پروان چڑھایا۔ ادب اپنا وہ اسلوب کھو بیٹھا جو قدیم دور میں رواں تھا۔ ترقی پسند تحریک جو کہ رومانیت کے ردعمل کے طور پر سامنے آئی۔ جس میں فیض، عصمت چغتائی، بیدی، احمد ندیم قاسمی وغیرہ جبکہ پریم چند ترقی پسند اسلوب کے نمائندہ کے طور پر سامنے آئے۔ ہر عہد کا اپنا ایک الگ اور منفرد اسلوب ہوتا ہے جو اپنے دور کے لکھنے والوں کو ضرور متاثر کرتا ہے۔ جس کے تحت لکھنے اور بولنے کا انداز تشکیل پاتا ہے اور جس سے معاشرے اور عہد کا اجتماعی اسلوب سامنے آتا ہے۔ ترقی پسند تحریک کا اسلوب دو طرح سے ہمارے سامنے آتا ہے۔

ایک انفرادی

دوسرا اجتماعی

اسلوب عربی زبان سے مشتق ہے جسے عربی میں style کہتے ہیں اسلوب کے مختلف لغات میں مختلف مفاہیم درج ہیں۔

فرہنگ عامرہ میں اسلوب کے معنی یوں دیے گئے ہیں

اسلوب: طریقہ، طرز، روش، جمع اسالیب (۲)

فرہنگ آصفیہ میں لکھا ہے۔

اسلوب: طرز، ڈھنگ، طریقہ، وضع، انداز (۳)

دی پینگوین ڈکشنری میں اسلوب کے معنی اس طرح بیان کیے گئے ہے۔

The characteristic manner of expressions in proseor verse ,how a particular writer says things. The analysis and assessment of style involves examination of a writer s choice of words ,his figure of speech ,the devices (rhetorical and other wise) the shape of his paragraphs are indeed of every conceivable aspect of his language and way in which he uses it.style defines complete analysis or definition (Remy de Gourmont put the matter tersely when he said that defining style was like trying to put asack of flour in a thimble) because it is the tone and voice of the writer himself .as peculiar to him as his laugh ,his walk , his handwriting and expression on his face. The style,as Buffon put it ,is the man(4)

ترقی پسند تحریک سے زیادہ تر افسانہ نگار شامل ہیں جن میں پریم چند نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔انہوں نے زیادہ تر موضوعات اپنے گرد و پیش سے حاصل کیے ہیں۔زندگی کے مسائل کو سادگی کے ساتھ اپنے اسلوب کا حصہ بنایا اور یہی اُن کا ایک خاصہ تھا۔

اس حوالے سے فرزانہ سید کہتی ہے۔

''درختوں، پودوں، پرندوں گھریلوں جانوروں اور چو پایوں بیلوں، بکریوں، سانڈوں فصلوں، کھیتوں اور کھلیا
نوں کا ذکر بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انسان دوستی کی برکتوں اور ظلم وتشدد کے خساروں اور امر بیلوں کو بھی
بڑی سادگی سے واضح کر دیتا ہے'' (۵)

کسی بھی افسانہ نگار کے اسلوب میں اس کی شخصیت پورے طور پر جلوہ گر ہوتی ہے اور اس کے اسلوب کو متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی ہیں۔ پریم چند نے اپنی تحریروں میں ہندی الفاظ کا استعمال بھی خوب کیا ہیں اور علامتوں سے بھر پور کام لیتے ہیں۔ مکالمات سے مناسب کام لیتے ہوئے اسے ذریعہ اظہار انہوں نے اپنے اسلوب بیان اور مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے دیگر ترقی پسند مصنفین سے الگ اور منفرد بناتے ہے۔

راجندر سنگھ بیدی ترقی پسند تحریک کا ایک اہم نام ہے۔ انہوں نے اسلوب کے ساتھ تکنیک کے منفرد انداز کو پیش کیا ان کے ہاں موضوعات کی گہرائی کے ساتھ گیرائی بھی موجود ہیں۔ بیدی کا اسلوب علامتی، استعاراتی، رمزیہ اور مدہم لب ولہجہ کا حامل ہیں۔ بیدی نے اپنے افسانوں میں زیادہ تر ہندی، سنسکرت اور فارسی کے الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ کیونکہ ہر دور میں نئے الفاظ شامل اور خارج ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ اس دور کے تقاضے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے جس سے ان کے اسلوب میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بیدی نے مشکل الفاظ کو آہستہ آہستہ ترک کرنا شروع کر دیا۔

''بیدی کے ہاں نادر تشبیہات، استعارے اور معنی خیز فقرے اجتماع ضدین یا تناقض بھرے جملے کا استعمال
بکثرت ہے بحیثیت مجموعی بیدی کے افسانے دلچسپ اور دلکش ہوتے ہیں ان کا اسلوب غیر رسمی اور غیر تقلیدی
ہے'' (۶)

کرشن چندر ایک صاحب اسلوب اور منفرد اسلوب کے حامل شخصیت ہیں۔ ان کے اسلوب میں ہمیں آزاد کے اسلوب کی جھلک نظر آتی ہے اگر چہ آزاد نے افسانے نہیں اس کے باوجود بھی ہمیں افسانوی رنگ عیاں ہیں۔ مثلاً جس طرح کہا جاتا ہے کہ آزاد کے اسلوب میں ان کا زمانہ بولتا ہے کیونکہ ان کے ہاں منطق اور استدلال کا دور دورہ تھا۔ کرشن چندر کے افسانوں میں ہمیں حقیقت اور رومان نظر آتا ہے جس کی وجہ سے ان کا اسلوب اپنی اہمیت مسلم کیے ہوئے ہے۔ اسی حوالے سے فردوس انور قاضی کہتے ہیں۔

''جنگل کی آواز، چاندنی کی ٹھنڈک آبشاروں کے نغمے ندی کی سرسراہٹ، تاروں کی جھملاہت اور ہوا کی
سرگوشیاں سنائی دیتی ہیں جو رومان اور جمال دونوں کی ہم آہنگی سے قاری کو ذہنی نغمگی کا احساس دلاتی ہے کرشن
چندر نے فطری مناظر سے اپنے مشاہدے اور مطالعے کے ذریعے جتنا حسن کشید کیا ہے وہ کسی اور فنکار نے مشکل
ہی سے کیا ہوگا'' (۷)

اگر بغور دیکھا جائے تو کرشن چندر کے اسلوب میں زبان کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ جذبات کے حسین احساسات پر قادر تھے۔ مگر زبان کی طوالت کی وجہ سے بے جاروی کا احساس بھی ہوتا ہے۔

سعادت حسین منٹو کے افسانوں میں زیادہ تر جنسی مسائل کو عمل دخل رہا ہے۔ اگر ترقی پسند تحریک کے حوالے سے دیکھا جائے تو انہوں نے پسماندہ اور پسے ہوئے طبقے کی حقیقی ترجمانی کی ہیں منٹو کے اسلوب کی یہ خصوصیات ہیں کہ انہوں نے عورت اور مرد کے اندر کی گھٹن کو سادہ اور عام فہم انداز میں پیش کیا ہے۔ ان کے پاس معمولی بات کو پیش کرنے کے لیے غیر معمولی انداز موجود ہیں فقرات کی ساخت اور لفظوں کی بازی گری کا فن منٹو کا خاصہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ لسانی سطح پر بھی نئے نئے تجربات کیے جس سے ان کی نثر کافی جذباتی اور تاثراتی بن جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دوسرے ترقی پسند افسانوں سے الگ اور مفرد مقام حاصل کرنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی کے پہلے مجموعے میں ''چوپال'' میں پوری دیہاتی زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔ ان کا اسلوب ان کے موضوعات سے ابھرتا ہے۔ ان کا اسلوب حقیقت نگاری اور رومانیت کا حسین امتزاج نظر آتا ہے اور اسی وجہ سے ان کی تحریروں میں تازگی اور ملائمیت پیدا ہوتی ہیں۔ شروع میں ان کی تحریروں میں دیہات اور دیہات کی سادہ زندگی کی ترجمانی تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے واضح ہونے لگی جس میں سماجی قوانین کی خلاف ورزی، جاگیردرانی نظام کی بے رحمیاں شامل ہیں۔ انہوں نے اپنے اسلوب کا رنگین بنانے کے لیے تشبیہات اور استعارات کا استعمال کیا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر فوزیہ اسلم کہتی ہیں۔

> ''قاسمی صاحب کے اسلوب میں قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ وہ اسلوب کو رنگین اور دلفریب بنانے کے لیے تشبیہات و استعارات سے کام لیتے ہیں اگر چہ ان عناصر کا زیادہ استعمال شاعری میں ہوتا ہے لیکن قاسمی نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو افسانہ نگاری میں بھی پوری مہارت سے استعمال کیا ہے قاسمی کی تشبیہات واستعارات کی انفرادیت یہ ہے کہ قاسمی دیہی پس منظر میں افسانہ تحریر کرتے ہیں تو موقع محل اور دیہی فضا سے ہم آہنگ تشبیہات کا استعمال کرتے ہیں جو ان کی فنکاری کی دلیل ہے'' (۸)

ترقی پسند کے نثری اسلوب کو علی گڑھ کے اسلوب کا جدید اسلوب کہا جاتا ہے کیونکہ علی گڑھ تحریک کے منشور میں یہ بات شامل تھی کی ادب سے زیادہ اس کی افادیت اور مقصد کو مدنظر رکھا جائے۔ ترقی پسند تحریک نے ادب میں نظریات کو زیادہ اہمیت دی۔ یہ تحریک انقلاب بھرپا کرنے کی کوشش میں تھی اس حوالے سے ڈاکٹر انور سدید کہتے ہیں۔

> ''ترقی پسند تحریک ادب کے ذریعے تبلیغ اور عمل جدو جہد کے ذریعے ملک میں انقلاب لانے کی آرزومند تھی تحریک کے اولین محرک سجاد ظہیر چونکہ کمیونسٹ تھے اس لیے مقاصد کی ذیل میں مارکسی نظریات کو زیادہ ملی اور اس تحریک کی جہت روز اول سے ہی کمیونزم اور اشتراکیت کی طرف مڑ گئی اہم بات یہ ہے کہ اس تحریک نے آزادی رائے کے تحفظ کا بیڑہ اٹھایا تھا لیکن ادب کی تخلیق کے معاملے میں ادیب کو پا بہ زنجیر کر دیا گیا اور اسے ایک مخصوص وضع کا ادب پیدا کرنے اور ایک خاص نظریے پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کیا جانے لگا'' (۹)

مقصدیت سے روشناس کروانا یہ ترقی پسند تحریک کی عطا ہیں جس سے اردو نثر کے اسالیب کو مزید وسعت ملی اور موضوعات میں

وسعت پیدا ہوئی۔ ترقی پسند تحریک نے افسانہ اور تنقید کی زبان کے ذریعے اردو نثر کے اسالیب کے تنوع میں اضافہ کیا اور اسے قابل قدر سرمائے سے بھر دیا۔

حوالہ جات

۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، عزیز بک ڈپو لاہور طبع پنجم، ۲۰۰۶ء، ص ۴۲۷

۲۔ محمد عبداللہ خویشگی، فرہنگ عامرہ ۱۹۸۹ء، ص ۳۶

۳۔ سید احمد دہلوی، مولوی فرہنگ آصفیہ۔ س ن، ص ۱۲۰

۴۔ The penguine Dictionary of literary term and literary Theory 4th Edition Estate of J.A 1998 p 872

۵۔ فرزانہ سید "نقوش ادب" سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۵۵

۶۔ فوزیہ اسلم، ڈاکٹر، اردو افسانے میں اسلوب اور تکنیک کے تجربات، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص ۱۵۴

۷۔ فردوس انور قاضی، اردو ادب کے افسانوی اسالیب، "ہائیر ایجوکیشن کمیشن، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص ۱۶۸

۸۔ فوزیہ اسلم، ڈاکٹر، اردو افسانے میں اسلوب اور تکنیک کے تجربات، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷۶

۹۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی تحریکیں، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۹۹ء، ص ۴۷۸